ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر سائرہ بتول ❁
ڈاکٹر نعیمہ بی بی ❁❁

مشنریز مقاصد اور اردو ادب

Missionary Objectives and Urdu Literature

By *Dr. Saira Batool, Asst. Prof., Dept. of Urdu, International Islamic University, Islamabad.*
Dr. Naeema Bibi, Teaching and Research Associate, Asst. Prof., Dept. of Urdu, International Islamic University, Islamabad.

ABSTRACT

To defame Islam, the missionaries used the Urdu language as a medium and hired the services of many poets in this language who were paid heavily to write poems. Among these poets, there were many people who converted their religion to Christianity instead of Islam due to the greed of money. These poets were attracting Muslims towards Christianity because of their weak beliefs, Among these poets are Azad, Angelo, Sefir, Salik, Bimar, Khak, Gul Amritsari etc. While Urdu novelists made Christian conspiracies the subject of their novels. Among them are Aslam Rahi, Qamar Ajnalvi, Sadiq Hussain Siddiqui, Naseem Hijazi, Asghar Ali Chaudhry, Almas MA, Al-Tamish, Ahmed Shuja Pasha and Rashid Akhtar Nadvi. Urdu poetry promotes missionary objectives while Urdu novels cover the internal and external intrigues and policies of the missionaries

Keywords: Islam, Missionaries, Urdu, poets, Gul Amritsari, Naseem Hijazi, Novel.

ہندوستان اپنے وسائل کی وجہ سے ہمیشہ دوسری اقوام کا مرکز رہا۔ ایشیا اور یورپ کے مابین تجارتی تعلقات کی واحد وجہ ہندوستان کی زرخیزی اور اس کی زراعت تھی۔ ابتدا میں ایک خاص عرصہ تک ہندوستان میں تجارت کے لیے شام کا راستہ استعمال کیا جاتا رہا۔ مگر منگولوں کی بے جا مداخلت اس راستے کی بندش کا سبب بنی۔ اس وجہ

❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد
❁❁ ٹیچنگ اینڈ ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سے ہسپانیہ اور پرتگال جیسے ممالک نے نئے راستوں کی تلاش شروع کی یہ تلاش انھیں ہندوستان تک لے آئی۔ واسکوڈے گاما اور ان کے ساتھیوں نے بہت مشکلات اور مہمات سر کرتے ہوئے۔ بالآخر ۲۲ مئی ۱۴۹۸ء کو کالی کٹ بندرگاہ ہندوستان میں قدم اتار ہی لیے۔[۱] اسی لیے واسکوڈے گاما کو امیر البحر کا خطاب بھی دیا گیا تھا۔ یہ جہاز بعد ازاں ہندوستانی مصالحہ جات اور دوسری اشیا کے ساتھ واپس پرتگال بھیجا گیا۔[۲] یوں ہندوستان اور پرتگال کے درمیان تجارت شروع ہوئی جس نے دوسری اقوام کی توجہ اس جانب مبذول کرائی۔ اور برطانیہ جیسے ملک نے ہندوستانی وسائل پر قبضہ جمانے کی کوشش کی۔ انھوں نے یہاں مذہب، ثقافت، زبان لباس ہر چیز پر اپنا تسلط جمایا۔

جب انگریز برصغیر میں آئے تو یہاں دو بڑے مذاہب تھے اسلام اور ہندومت۔ ہندومت چوں کہ پہلے ہی کئی ذاتوں میں بٹا ہوا تھا اس لیے مشنریز کا براہ راست نشانہ مسلمان تھے۔ مشنریز نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے ہر ممکن سعی کی۔ یہ مشنریز چوں کہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اس لیے یہ کوئی بہت اچھے مقاصد کے ساتھ برصغیر میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ برصغیر میں انگریز مشنریز کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنی زبان سکھا کر کالے انگریز پیدا کرنا تھا۔ دوسرا حکومت کی باگ ڈور کو مقامی لوگوں کے ذریعے چلانے کے لیے بابو بھی تیار کرنا تھا تاکہ مغربی علوم و افکار اور تہذیب و اقدار کو ہندوستان میں پھیلایا جا سکے لیکن ان کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد مسیحی مذہب کی اشاعت میں سہولت پیدا کرنا تھا دوسرا اسلام کو بدنام کرنا تھا اس مقصد کے لیے عیسائیت کو دنیا کا سب سے اچھا مذہب بنا کر پیش کیا گیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو بتایا گیا کہ یہی مذہب نجات دہندہ ہے۔ اسی کے ذریعے مسلمانوں پر غلبہ پانے کی کوشش کی گئی تاکہ مقامی مسلمانوں کو عیسائی بنا کر مسلمانوں کی تضحیک کی جا سکے اور ان سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لیا جا سکے۔ اس ضمن میں سب سے پہلا قدم برعظیم میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام تھا۔ اس کمپنی نے ۱۸۱۳ء تک مسیحیت کی تبلیغ کے سلسلے میں عملاً کچھ نہیں کیا۔ لیکن ۱۸۱۳ء میں جب کمپنی کے چارٹر کو بدلا گیا تو اس وقت مسیحی مشنریوں کو ہندوستانیوں کی اخلاقی حالت سنوارنے کے لیے پوری سہولیات میسر کی گئیں۔ چناں چہ ان مشنری لوگوں نے اپنے سکول اور مدرسے قائم کیے۔ ابتدا میں ہندوستان کے نچلے طبقے کے لوگوں نے مسیحیت قبول کی۔ کیوں کہ حاکموں کا مذہب قبول کرنے سے انھیں اپنی سماجی اور اقتصادی حالت بہتر بنانے کا موقع ملتا تھا۔ لیکن صرف نچلے طبقے کے قبول مذہب سے عیسائی مشنریوں کے مقاصد پورے نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے انگریز مشنریز نے اپنے سکولوں میں انجیل اور مسیحی تعلیمات کو شامل کیا۔ اسی تعلیم کی وجہ سے بنگال کے چھبیس اچھے خاندانوں نے مسیحیت قبول کر لی[۳] جس کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچا۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مغربی سامراج جب توسیع پسندانہ عزائم و مقاصد کے ساتھ اپنے ملکوں سے نکلا تو ان کے مشنری سارے عالم اسلام میں پھیل گئے اور لوگوں کے دلوں سے اسلامی اقدار و افکار کو مٹا کر مسیحی تصورات کو ذہنوں پر مرتسم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگے۔ انھوں نے جنگ کے بجائے علم وحکمت کے ذریعے اذہان کو مسخر کرنے کی کوشش کی۔ مشنریوں نے اسلام کو متزلزل کرنے کے لیے بڑے تدبر، فراست اور بڑے پرفریب انداز میں سعی کی ہے۔ یہی پرفریب اور دل نشین لہجہ اردو ادب کے مسیحی شعرا نے اپنایا اور مشنری مقاصد کی ترویج کی۔ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے مشنریز نے اردو زبان کو ذریعہ بنایا اور اس زبان میں کئی شعرا کی خدمات حاصل کیں جن کو بھاری معاوضہ دے کر نظمیں لکھوائی جاتی تھیں۔ ان شعرا میں کئی لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے پیسے کے لالچ میں اپنا مذہب اسلام کے بجائے عیسائیت کر لیا تھا۔ یہ شعرا مسلمانوں کے کم زور عقائد کی بنا پر انھیں مسیحیت کی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ ان شعرا میں آزاد، انجلو، سفیر، سالک، بیمار، خاک، گل امرتسری وغیرہ شامل ہیں۔

مسیحی شعرا نے اپنے مذہب اور عقائد کو زبان کی لطافت اور چاشنی میں گھول کر پیش کیا اور لوگوں کو اپنی جانب ملتفت کرنے کی کوشش کی۔ ان شعرا نے اردو شاعری میں نئی نئی تلمیحات، تشبیہات، استعارات، نولفظیات، مترادفات اور مختلف النوع تراکیب کا استعمال کیا۔ مثلاً ابن مریم، ابن داؤد، ناصری، کفارہ، منجی، کلمہ حق، بیت لحم، چرنی، گڈریے، انجم شناس، مجوسی، کلوری، صلیب، برابا، گتسمنی، توما، آمد ثانی، بپتسمہ، وغیرہ وغیرہ۔

مسیحی شعرا نے اسلام اور ہندومت کے مقابلے میں عیسائی مذہب کی تعلیمات کو کامل بنا کر پیش کیا ہے اور اس مذہب کو لوگوں کے لیے نجات دہندہ بنا کر پیش کیا ہے۔ ان شعرا کا کلام ان کے مذہبی عقائد، جوش وخروش، حضرت عیسیٰ سے عقیدت اور بائبل پر اعتقاد و ایمان کا اظہار ہے ان شعرا کی زبان صاف ستھری اور شائستہ ہے جیسی زبان یہ مشنری اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ البتہ کہیں کہیں ان شعرا نے شعر میں وزن قائم رکھنے کے لیے بائبل کے اکثر ناموں میں حسب ضرورت تصرف کیا ہے۔ مثلاً پیلاطوس سے پلاط۔ لعزر سے لعاذر۔ یروشلم سے ایروشلم، گتسمنی سے گتسمن، پطرس سے پطر وغیرہ۔ مشنری مقاصد کی ترویج اور ان کو آگے بڑھانے میں آزاد ایک ایسے شاعر کی حیثیت رکھتے ہیں جنھوں نے حضرت عیسیٰ کو خدائے واحد یسوع مسیح کہہ کر ان کی حمد وثنا کی اور ان کی اچھائیوں کو اجاگر کرنے کی سعی کی تاکہ وہ لوگوں کے اذہان کو عیسائیت کے مذہب کی جانب ملتفت کر سکیں۔ اس لیے وہ مسیح کی مسیحائی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

اپنی حالت سے آگہی پا کر — دل سے ایماں مسیح پر لا کر
دم میں اوس کو مرض سے صحت دی — چلنے پھرنے کو خوب طاقت دی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

دیکھ یہ قدرتِ مسیحا ہے سوچ یہہ رحمتِ مسیحا ہے(۴)

برصغیر کے مسلمان چوں کہ کمزور عقیدہ ہیں اس لیے ان کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ کے معجزے اور کرامات تفصیل سے شاعری میں بیان کیے جاتے تا کہ لوگ شفا یابی کے لیے اس جانب متوجہ ہوں۔ ان شعرا کا کہنا تھا کہ کسی بھی شخص کے لیے نجات ممکن نہیں تا وقتے کہ وہ عیسائیت قبول کرے اور دائرہ مسیحیت میں داخل ہو کر خدا کے بیٹے کی تعلیمات کا پیروکار ہو اور مسلمانوں کا دشمن ہو۔ انجلو کہتے ہیں:

ممکن نہیں کہ نار جہنم سے بچ سکے وہ شخص جس پہ جلوۂ عیسیٰ عیاں نہ ہو
ممکن نہیں گنہ کے مرض سے کوئی بچے دارالشفا مسیح کا گر آستاں نہ ہو(۵)

تمام مشنری شعرا کا ایک ہی مقصد تھا کہ اپنی شاعرانہ کاوشوں سے مسلمانوں کو یسوع مسیح کا فرماں بردار بنائیں جو تمام دنیا کا نجات دہندہ ہے اس لیے ایسی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کی کوشش کی گئی تا کہ مسلمان تہذیبی و اقداری لحاظ سے متزلزل ہوں۔ ان کا ایمان تشکیک کا شکار ہو اور وہ اپنی نجات عیسائیت ہی میں سمجھیں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ شاعری دراصل مسلمانوں کے لیے عیسائی لٹریچر کا ایک حصہ تھی یہ ان کے مقاصد میں شامل تھی کہ اس طرح سادہ لوح لوگوں کو بار بار معجزاتی و کرشماتی شاعری کے ذریعے اپنی طرف راغب کیا جائے اس لیے اردو شاعری میں بار بار عیسائی عقائد کی ترویج کی جاتی رہی جیسے کہ شاعر خاک کہتے ہیں:

پھنسے تھے جب ہم گُنہ میں سارے چلے نہ کوئی ہمارے چارے
خدا نے دیکھے یہ دکھ ہمارے کرم سے منجی عطا ہوا ہے
صلیب اوپر ہوا وہ قرباں، ادا ہوئے حق کے سارے فرماں
مسیح نے توڑا ہے بندِ عصیاں یقیں کرو یہ لکھا ہوا ہے
ہزار ہا شکر ہو عزیزو کہ ہر مصیبت سے بچ گئے ہو
اسی کی رحمت سے کارخانہ ہمارا سب کچھ بنا ہوا ہے(۶)

مشنری شعرا کی ہر ممکن کوشش تھی کہ وہ حضرت عیسیٰ کے تمام معجزات اور کرامات کو شاعری میں پیش کر دیں کیوں کہ شادی ذہن پر فوری اثر کرتی ہے اس لیے ان شعرا کا نفسیاتی حربہ کامیاب ہوتا اور وہ مسلمانوں کو عیسائیت اور اسلامی تعلیمات گڈ مڈ کر کے پیش کرتے۔ جیسے شاعر بیمار کا کلام ہے:

عیسیٰ کی عنایت سے ہوا کام ہمارا آخر کو ہوا خوب ہی انجام ہمارا
خالق کی حضوری میں بجز حضرتِ عیسیٰ پہنچا نہیں سکتا کوئی پیغام ہمارا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عیسیٰ کی پرستش کے سوا کام نہیں اور زاہد یہی ہے دین اور اسلام ہمارا(۷)

مشنری مقاصد میں سے یہ مقصد اہم تھا کہ مسلمانوں کے ذہنوں کو اسلام سے ہٹا کر عیسائیت کی جانب موڑا جائے۔ عقائد عیسائیت میں سے خدا کے بیٹے والا عقیدہ چوں کہ مسلمان تسلیم نہیں کر سکتے تھے اس لیے اس عقیدے کو بہت کم شاعری میں استعمال کیا گیا۔ اس کے بجائے دیگر عقائد کی ترویج کے ذریعے مسلمانوں کو اپنا زیر بار کرنے کی ہر ممکن کوشش جاری رکھی گئی جن کو مسلمانوں کے اذہان فوری قبول کر سکیں۔ اس لیے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے معجزے اور مصلوب ہونے کے واقعات کو بار بار ان شعرا نے اپنی شاعری میں جگہ دی ہے تا کہ سادہ سے مسلمانوں کو اپنی تعلیمات کی جانب کھینچ سکیں۔ مثلاً سفیر اپنی شاعری میں کہتے ہیں:

کیوں مشکلات و عقدۂ لاحل نہ ہوئیں حل عیسیٰ کی مثل جب مجھے مشکل کشا ملے
دنیا میں کون ایسا ہے عصیان کا مریض دست کرم سے اوس کے نہ جس کو شفا ملے(۸)

جہاں مسلمانوں کی آبادیاں اکثریت میں تھیں وہاں عیسائی اپنے مقاصد کے لیے بائبل اور اس کے پیغام کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اردو شعرا کے ہاں یہ نرم رویہ دیکھا جا سکتا ہے۔ انھوں نے شاعری کے ذریعے اپنے دین کا پرچار کرنے کی کوشش کی اور کسی حد تک وہ اس میں کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔ ان مسیحی شعرا نے اپنی شاعری میں اپنے مذہب کو حتی المقدور دنیا کا سب سے اچھا مذہب بنا کر پیش کیا۔ سالک اپنی شاعری میں کہتے ہیں:

شکر کرتے ہیں خدا کا ہے زباں پر یہ کلام کہ خدا نے کر دیا ہے ہم پہ احساں ان دنوں
اے مسیحا تو نے بخشے ہیں مرے سارے گناہ میرے دل سے مدتوں کے نکلے ارماں ان دنوں(۹)

عیسائیت کی تبلیغ کرنا مشنری مقاصد میں سے ایک اہم مقصد تھا اس لیے انھوں نے ایسے لوگوں کے ذریعے اپنے دین کی تبلیغ کروانا تھا جو اس علاقے کی زبان اور ثقافت اچھی طرح پہچانتے ہوں چناں چہ یہ مشنری شعرا عیسائی مبلغین کی ایک صورت ہی تھے جنھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے تبلیغ کی کہ نجات کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے دین عیسائیت میں شمولیت اختیار کرنا۔ گل امرتسری اپنی شاعری میں کہتے ہیں:

مسیحا کلامِ خدا ہو کے آیا وہ صد نازش انبیا ہو کے آیا
بشر تو بشر کہہ رہے ہیں فرشتے ہمارا بھی وہ رہنما ہو کے آیا
یقیناً کنارے پہ کشتی لگے گی مسیحا مرا ناخدا ہو کے آیا(۱۰)

اگر اردو شاعری کو دیکھا جائے تو عیسائی شعرا نے بار بار حضرت عیسیٰ کو مسلمانوں کا نجات دہندہ بنا کر پیش کیا ہے۔ ان شعرا کے نزدیک نجات کا مرکز صرف عیسائی مذہب ہے اور جنت میں جانے کی کنجی عیسوی تعلیمات میں

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

چھپی ہوئی ہے۔ عیسائیت کو قبول کرنے والا دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی کامیابی اس کا عین مقدر ہے۔ ان تمام شعرا کی شاعری سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے مشنری مقاصد کے لیے اپنی شاعرانہ مہارت کا استعمال کیا ہے۔ چوں کہ یہ تمام شاعر مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا زمانۂ شاعری برصغیر میں انگریز حکومت کا ہے تو ان کی شاعری کا واحد مقصد اپنے عقائد کی ترویج تھا یہ مقصد تقریباً ہر شاعر کی شاعری میں نظر آ رہا ہے۔

شاعری کے برعکس اردو فکشن میں چوں کہ کوئی بڑا مسیحی ادیب نظر نہیں آتا اس لیے مسلمان ادیبوں نے مشنری مقاصد کی تکمیل کے بجائے اپنے فکشن میں مشنری مقاصد کی قلعی کھولنے کا بیڑہ اٹھایا اور ہر ممکن کوشش کی کہ اپنے فکشن میں عیسائی مشنریوں کی ریشہ دوانیوں کو بھر پور اور کھلے انداز میں پیش کریں۔ اردو فکشن میں افسانے کی صنف میں عیسائی مشنریوں کے مقاصد کے حصول کے حوالے سے کوئی خاص مواد نہیں ملتا البتہ اردو ناول نگاروں نے مشنری مقاصد کے حوالے سے کچھ ناول بطورِ خاص ان موضوعات پر لکھے جن کے توسط سے برصغیر کے معصوم لوگوں کو مشنری مقاصد اور ان کے عزائم سے آگاہ کیا جا سکے۔

اسلم راہی نے ''موت کے سوداگر'' میں تاتاریوں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے اور سقوطِ بغداد کے پسِ پردہ مسیحی راہبوں کی سازشوں کو وضاحت اور تفصیلات کے ساتھ پیش کیا ہے۔ دراصل یہ تاریخی کردار مسلمان معاشرے کے لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرنے کے لیے متشکل کیے جا رہے تھے کہ یہ وہی مشنری راہب ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے عظیم تاریخی ورثے کو بغداد میں تباہ کر دیا ہے۔ چناں چہ ان مشنریوں سے بچنا ضروری ہے۔

اس ناول میں مسلمانوں کو مشنری راہبوں کی سیاسی چالبازیوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور مشنری راہب کے کردار کی تفصیلی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ ان راہبوں کا کردار اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ راہبوں کو جگہ جگہ پھیل کر مسلمانوں کی جاسوسی کرنے اور معلومات اکٹھی کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ تاکہ مشنری وہ سب معلومات حاصل کر سکیں جن کی بدولت مسلمانوں کے سارے کمزور پہلو پیشگی طور پر عیسائیوں کو معلوم ہوں اور وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو سکیں۔

عیسائی راہب دراصل مشنری مقاصد میں سے اس اہم مقصد کی ترویج کرتے ہیں کہ عیسائی ہی مسلمانوں کے نجات دہندہ ہیں۔ یہ تصور جو اس ناول میں پیش کیا گیا ہے عین یہی تصور اردو شعرا کے ہاں بھی ملتا ہے۔ جس کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ ناول کا مرکزی کردار مریانہ ہے جو مسلمانوں کے طرزِ زندگی سے متاثر ہے مگر اس کا باپ اعظم گریگوری، راہبانیت اور عیسائی تعلیمات کی آڑ میں، مشنری مقاصد کے لیے کام کرتا ہے اور سیاسی مفادات کا حصول اس کی اوّلین ترجیح ہے۔ گریگوری ایک متعصب عیسائی ہے جو تعصب کی آگ بھڑکاتا ہے اور سارے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عیسائیوں کو مسلمانوں کے خلاف کرتا ہے۔ یہ ناول اندلس کے پس منظر میں مسیحوں کے منفی کردار اور اعمال کو موضوع بناتا ہے۔ ناول میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح عیسائی مسلمانوں کو اپنی طرح بے عملی کی طرف دھکیل رہے ہیں تاکہ مسلمان گم راہ ہوں۔

قمر اجنالوی نے ناول سلطان میں راہبوں اور ننوں کے پورے سلسلے کو موضوع بناتے ہوئے عیسائی مشنری سلسلے اور مقاصد کو ایک نئے اسلوب اور زاویے سے پیش کیا ہے۔ یہ عیسائی راہب ظاہری طور پر مقدس ہیں مگر بہ باطن یہ سیاسی مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں اور بھیانک مستقبل کی جانب مسلمانوں کو دھکیلتے ہیں۔

اس ناول کا سب سے اہم کردار مسیحی راہب پطرس ہے جو عام عیسائیوں اور خصوصاً مسیحی سپہ سالار کونارڈ کے لشکر کو مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما کرنے کے لیے بے جھجک جھوٹ بولتا ہے اور عیسائی فوج کے جذبات کو مذہبی طریقہ سے مشتعل کرتا ہے وہ بار بار یہ کہتا ہے کہ مسلمان صلیبِ اعظم کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ پطرس ان مشنری کرداروں کی ایک عمومی جھلک ہے جو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے کسی حد تک بھی جا سکتے ہیں۔ مثلاً پطرس کے کردار کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ مذہبی راہبانیت کے پردے میں مستور ہونے کے باوجود جب یروشلم سے نکلتا ہے تو اپنے ساتھ سارے گرجاؤں کی دولت بھی لے اڑتا ہے۔ ناول کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> بہ طریق اعظم پطرس نکلا تو اس نے کئی گھوڑوں اور خچروں پر سامان کے پشتارے باندھ رکھے تھے وہ شہر سے تمام گرجاؤں کی دولت سمیٹے لیے جا رہا تھا۔ سونے کے پیالے، مقدس پانی کے ظروف، مہد مسیح کے زریں اور سیمیں برتن تک اس مقدس روحانی پیشوا کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے۔[۱۱]

پطرس اور جوزف دونوں کردار مشنری مقاصد کی تکمیل میں ایک جیسے ہیں دونوں مسلمانوں کو بھی یہی سکھاتے ہیں کہ نجات عیسائیت میں ہے۔ جوزف سب کو یہی کہتا یا سمجھاتا ہے کہ واصل بحق ہو کر مسیح نے اپنے پیروکاروں کی بخشش کرا دی ہے اور یہ کہ زندگی اگر حضرت عیسیٰ کے لیے وقف کی جائے گی تو اس کے بدلے میں تمام کردہ و نا کردہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ پطرس بار بار اپنے اقوال اور تقاریر سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ مسیحی راہب نیک صوفی ہوتے ہیں وہ روحانیت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں جہاں مستقبل ان کی چشم بینا کے سامنے کھلی کتاب کی مانند ہوتا ہے۔ پطرس اپنے مریدین میں یہ تصور راسخ کرتا ہے کہ

> یہ تو بس مقدس باپ کی دعائیں کام کر رہی ہیں وہ چاہیں تو راستے کے پتھر بھی ہمارے ساتھ چلنے لگیں۔[۱۲]

اس ناول میں مسیحی راہبانیت کے غیر فطری رویوں، تقاضوں اور تصورات کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

تصورات کے مطابق مقربین مسیح کے گناہ قبل از وقوع ہی معاف ہو چکے ہیں ان کے نزدیک فرزند خدا اپنے سچے درویشوں کے گناہوں کا کفارہ صلیب پر چڑھ کے ادا کر چکے ہیں۔

صادق حسین صدیقی کا نام اردو ناول نگاروں میں اس لیے اہم ہے کہ ان کے تقریباً سب ہی ناول مشنری مقاصد کو عیاں کرنے کے مقصد کے تحت تحریر کیے گئے ہیں ان کے ناولوں میں فتوح العجم، فتح یرموک، فتح مصر، محمد بن قاسم، پہلی صلیبی جنگ، صلاح الدین ایوبی اور سسلی کی ساحرہ اہم ہیں۔ ان سب ناولوں میں پادریوں، راہبوں اور ننوں کے منافقانہ، منفی اور اخلاق باختہ رویوں کو مختلف کرداروں کے ذریعے طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان کا۔ ناول۔ سسلی کی ساحرہ مشنری مقاصد کا پول کھولنے میں سب سے زیادہ کامیاب رہا ہے۔ اس ناول میں مسیحی راہبوں کو مشنری آلہ کار کے طور پر متحرک دکھایا گیا ہے کہ کس طرح انھوں نے تقدس کے ہتھکنڈوں سے عوام الناس کو غلام بن رکھا ہے اور ان سے ہر طرح کی خدمت لینا اپنا خدائی حق تصور کرتے ہیں یہ راہب اور بشپ اپنے مشنری آقاؤں کے ایما پر عام لوگوں اور غلاموں کو دھمکی دیتے ہیں کہ اگر وہ عیسائی ہو جائیں گے تب ہی ان کی جان خلاصی ممکن ہو گی۔

> جو لڑکا یا لڑکی گرجا میں داخل ہو کر راہب یا راہبہ بن جاتے ہیں وہ تمام عمر شادی نہیں کر سکتے۔ رومن کیتھولک عیسائیوں کے گرجاؤں میں جہاں راہب اور راہبات رہتے ہیں، نہایت ہی خلافِ انسانیت، خلافِ اخلاق اور خلافِ مذہب باتیں ہوتی ہیں۔ اکثر مرد اور عورتیں گناہ کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور دونوں کے میل سے ناجائز اولاد پیدا ہوتی ہے۔ گناہ اور جرم کو چھپانے کے لیے ان ننھی جانوں کو گلا گھونٹ کر مار دیا جاتا ہے۔(۱۳)

سسلی کی ساحرہ میں پادریوں کی ریشہ دوانیوں کو حرف تنقید بنایا گیا ہے ایک طرف یہ پادری خدا ترس بنتے ہیں مگر دوسروں کو زبردستی اپنا غلام بنا کر کاشت کاری کرواتے اور اس محنت کے ثمرات سے حظ اُٹھاتے ہیں اپنے غلاموں پر بے جا ظلم کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کو ڈرانے کے لیے ہمیشہ یہ پادری کہتے ہیں کہ مسیحی درویش خدا کے ایسے پسندیدہ لوگ ہیں کہ اگر یہ کسی کے حق میں بد دعا کر دیں تو اس کی بد قسمتی طے ہو جاتی ہے۔ ناول میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ معاشرے کے ٹھکرائے، رد کیے ہوئے اور مصائب میں گھرے ایسے افراد جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور جو مسائل کو لاینحل پاتے ہیں وہ عیسائی پادریوں کے بہکاوے میں آسانی سے آجاتے ہیں اور عیسائی مذہب قبول کر کے مشنری مقاصد کی راہ ہموار کرتے ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

ان کے ناول اندلس کے دو چاند میں بھی پادریوں اور راہبوں کے سیاسی اغراض و مقاصد کا پردہ فاش کیا گیا ہے یہ راہب بار بار ایک ہی بات مسلمانوں کو شہد آگیں لہجے میں بتاتے ہیں کہ اگر خدا کے باسعادت راہبوں نے اپنا دست شفقت دنیا سے اٹھا لیا تو تباہی و بربادی دنیا کا مقدر بن جائے گی۔۔ یہ عیسائی مشنری ایک ہی پیغام دیتے ہیں کہ مسیحی راہب، خدا کے فرستادہ اور جلیل القدر بندے ہیں ان کی بے قدری گویا خدا کی بے قدری ہے، خدا کی بے قدری بربادی کا سبب بنے گی۔ ناول میں راہب فیلکٹس کا کردار مسلمانوں کے خلاف پرچار کی وجہ سے مشنری مقاصد کو پروان چڑھاتا ہے ان کی ترویج کرتا ہے۔ دوسرے تمام راہب بھی فیلکٹس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف سازش کو دین و عبادت سمجھتے ہیں۔

نسیم حجازی کے ناول کلیسا اور آگ کو مشنری مقاصد اور مذموم سرگرمیوں کی عکاسی کے حوالے سے اہم ناولوں میں شمار کیا۔ جاتا ہے ناول میں مسیحی صوفیا کی انتہائی ظالمانہ اور متشدد تحریک انکوی زیشن کی تاریخ پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے مسیحی راہبوں کی ہوس پرستیوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے۔ اس تحریک کا روح رواں زیمنس ایک بے رحم اور سنگ دل شخص ہے۔ اس پادری کے نزدیک گناہ گار انسانوں کو گناہ سے بچانے کا واحد طریقہ یہ تھا کہ انھیں زندہ آگ میں پھینک دیا جائے۔ اس تحریک میں مذہب کی آڑ لے کر مسیحی درویشوں نے اصلاح معاشرت اور اصلاح باطن کے نام پر عوام پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ناول میں نسیم حجازی لکھتے ہیں کہ:

> عیسائی راہب ہر اس تحریک یا نظریے کے دشمن تھے جو ان کے عقائد سے مختلف تھے ان کے یہاں منطق کا جواب جبر و تشدد تھا۔ خلق خدا کے لیے ان کا ایک ہی پیغام تھا اور وہ یہ کہ ہمارے ساتھی بن جاؤ ورنہ ہم تمھیں مار ڈالیں گے۔[۱۴]

ان پادریوں نے مذہبی حوالوں کو بنیاد بنا کر انجیل سے اپنے مطلب کا مفہوم اخذ کر کے اخلاقی و غیر اخلاقی حدود کے فرق کو مٹا ڈالا۔

اصغر علی چوہدری کے ناول امیر اندلس میں عیسائی مشنریوں کے مقاصد اور مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنانے کی کاوشوں کا تذکرہ ہے اور ان کے سیاہ کارناموں اور سازشوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔

الماس ایم اے نے ناول حجاج بن یوسف میں مسیحی راہبوں کے لہو و لعب کی عادات کو موضوع بناتے ہوئے ان مقتدیان دین کے قابل مذمت کردار پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ عیسائی راہب کرامت کے بلند و بانگ دعوے اتنے شد و مد کے ساتھ کرتے ہیں کہ وہ خدائی احکامات میں بھی دخیل ہیں چناں چہ یہ راہب جنت میں داخلے کا پروانہ تک عطا کرنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتے ہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بابل کا بت شکن عیسائی راہبوں سے کسب فیض کی کہانی ہے۔ اسلم راہی کا ناول آتش فشاں مسیحی صوفیا کی ریشہ دوانیوں اور عیسائی عساکروں کی کارگزاریوں کی تفصیل بتاتا ہے۔ صقیلہ کا مجاہد میں اسلم راہی نے عیسائی پادریوں کے لبادوں میں ملفوف بھیانک چہروں کی نقاب کشائی کی ہے۔

نسیم حجازی کا ناول قافلہ حجاز میں راہبوں کے مثبت اور منفی دونوں رخ کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ ناول جبر کی قوتوں، مشنری مقاصد اور انسان کی انسان پر بالا دستی جیسے موضوعات کو بیان کرتا ہے۔

التمش نے داستان ایمان فروشوں کی کے چار حصوں میں عیسائی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے ان کی جاسوسوں والی فطرت، کمینگی، اور لالچ کو بے نقاب کیا ہے۔ صلیبیوں کے جھوٹے کارناموں اور سائنسی بنیادوں پر کرامات تخلیق کر کے عوام کو بے وقوف بناتے ہیں۔

احمد شجاع پاشا نے اپنے ناول تاریک براعظم میں عیسائی مبلغین کی جانب سے بچوں کو زبردستی دائرہ عیسائیت میں داخل کرنے اور انھیں مبلغ بنانے کی سعی و کوشش کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ رشید اختر ندوی نے ناول یلغار میں راہبوں کے غیر اخلاقی کردار اور مشنری سرگرمیوں اور مقاصد کو موضوع بنایا ہے۔

الغرض مجموعی طور پر اردو شاعری مشنری مقاصد کی ترویج کرتی ہے جب کہ اردو فکشن مشنریوں کی اندرونی و بیرونی سازشوں اور پالیسیوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اسلامی دنیا میں سرگرم استعماری اور مشنری مقاصد اور ان کے اثرات کی عکاسی اردو ادب میں نہایت عمدگی سے کی گئی ہے۔

حواشی

۱۔ جے ٹالبوائیز ویلر (J. Talboys Wheelers)، *India and the Frontier States of Afghanistan, Nipal and Burma* (لاہور: ونگار بکس پرائیویٹ لمیٹڈ، ۱۹۸۶ء)، ص ۱۲۶

۲۔ ایضاً، ص ۱۲۸

۳۔ باری علیگ، ''کمپنی کی حکومت'' (لاہور: طیب پبلشرز، ۲۰۰۱ء)، ص ۹۷

۴۔ آزاد، (نظم) مشمولہ ہفتہ وار ''تہذیبِ نسواں''، لاہور، شمارہ ۱۶، جولائی ۱۸۹۹ء، ص ۱۸

۵۔ ڈی اے ہیریسن قربان، ''اردو کے مسیحی شعرا''، (دیوبند: محبوب پریس، ۱۹۸۳ء)، ص ۴۷

۶۔ خاک، ''نظم نجات دہندہ''، مشمولہ ماہ نامہ ''عصمت''، دہلی، شمارہ ۸، اگست ۱۹۲۰ء، عصمت بک ڈپو، ص ۳۹

۷۔ بیمار، (نظم)، مشمولہ پندرہ روزہ ''رفیقِ نسواں''، لاہور، فروری ۱۹۲۰ء، ص ۲۷

۸۔ ڈی اے ہیریسن قربان، ''اردو کے مسیحی شعرا''، ایضاً، ص ۶۴

۹۔ سالک، (نظم)، مشمولہ ہفتہ وار ''تہذیبِ نسواں''، لاہور، شمارہ ۶۴، اکتوبر ۱۹۰۴ء، ص ۱۰

۱۰۔ گل امرتسری، نظم ''مسیحا میرا''، مشمولہ پندرہ روزہ ''رفیقِ نسواں''، محولہ بالا، لاہور، ص ۱۵

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۱۔ قمر اجنالوی، ’’سلطان‘‘، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء)، ص ۲۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۱۳۔ صادق حسین صدیقی، ’’سسلی کی ساحرہ‘‘، (کراچی: شاہین بک ڈپو، س ن)، ص ۹۰

۱۴۔ نسیم حجازی، ’’کلیسا اور آگ‘‘ (لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۶۸ء)، ص ۱۶۷

مآخذ

۱۔ اجنالوی، قمر، ’’سلطان‘‘، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء

۲۔ حجازی، نسیم، ’’کلیسا اور آگ‘‘، لاہور: قومی کتب خانہ، ۱۹۶۸ء

۳۔ صدیقی، صادق حسین، ’’سسلی کی ساحرہ‘‘، کراچی: شاہین بک ڈپو، س ن

۴۔ علیگ، باری، ’’کمپنی کی حکومت‘‘، لاہور: طیب پبلشرز، ۲۰۰۱ء

۵۔ قربان، ڈی اے ہیریسن، ’’اردو کے مسیحی شعرا‘‘، دیوبند: محبوب پریس، ۱۹۸۳ء

۶۔ ویلر، جے ٹالبوائیز (Wheelers, J. Talboys)، *India and the Frontier States of Afghanistan, Nipal and Burma*، لاہور: ونگار بکس پرائیویٹ لمیٹڈ، ۱۹۸۶ء

رسائل و جرائد

۱۔ ’’تہذیبِ نسواں‘‘ (ہفتہ وار)، لاہور: شمارہ ۱۶، جولائی ۱۸۹۹ء

۲۔ ____، شمارہ ۶۴، اکتوبر ۱۹۰۴ء

۳۔ ’’رفیقِ نسواں‘‘ (پندرہ روزہ)، لاہور، شمارہ فروری ۱۹۲۰ء

۴۔ ’’عصمت‘‘ (ماہ نامہ)، دہلی، شمارہ ۸، اگست ۱۹۲۰ء